Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

جوشؔ ملیح آبادی کی پسندیدہ بحر

سیّد توقیر حسین شاہ (سیّد توقیرؔ بخاری)

پی ایچ ڈی سکالر، شعبۂ اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر عزیز ابن الحسن

ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدرِ شعبۂ اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر ارشد محمود ناشادؔ

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، علّامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract:

Josh Malihabadi was a famous urdu poet. Due to his revolutionary urdu poetry, he is known as Shair-e-Inqbilab. He gave almost 17 complete books of his poetry to Urdu literature. He wrote in different types of poetry but specifically, he was a poet of urdu poem. Josh Malihabadi adopted many meters of poetry to express his poetics thoughts. During comparative study of these meters, the researcher founded that Behr-e-Ramal is the favourite meter of Josh Malihabadi. So, the connection of Behr-e-Ramal and Josh's poetry will be discussed in this article.

Keywords: Poetry, Ilm-e-Arooz, Criticism

شاعرِ شباب و شاعرِ انقلاب جوشؔ ملیح آبادی (۱۸۹۸ء تا ۱۹۸۲ء) اردو کے ممتاز شاعر ہیں جنھیں بعض ناقدینِ ادب علّامہ اقبالؔ کے بعد سب سے معروف اور بلند پایہ شاعر سمجھتے ہیں۔ ویسے تو جوشؔ ملیح آبادی نے غزل گوئی، مرثیہ گوئی اور، قطعہ نگاری کی اصناف میں بھی اپنا لازوال سرمایہ چھوڑا ہے لیکن بہ طورِ خاص ان کی شہرت کا مدار نظم گوئی اور رباعی گوئی پر ہے۔ جوشؔ نے اپنی شاعری میں فکر، فن اور ہیئت کے اعتبار سے کئی ایسے تجربات کیے ہیں جن کی مثال اردو شاعری میں نہیں ملتی۔ کلامِ جوشؔ میں بندشِ الفاظ کی ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جن کو دیکھ کر ذہن فوراً نظیرؔ اکبر آبادی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں جوشؔ کو منظر نگاری کی عکاسی میں بھی مہارتِ تامہ حاصل ہے۔ اس خصوصیت کی بنا پر بلا مبالغہ انھیں میر انیسؔ کا پیرو قرار دیا جا سکتا ہے۔

کلامِ جوشؔ کا مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ جوشؔ ملیح آبادی صرف زود گو ہی نہیں بلکہ ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ایک بڑے شاعر کی حیثیت سے وہ علمِ عروض کا وقوف بھی رکھتے تھے۔ انھوں نے عروض کے کئی اوزان میں شاعری کی ہے۔ ان کے کلام میں بعض اوزان کو خصوصیت کا درجہ حاصل ہے جبکہ بعض اوزان کی حیثیت محض نمونے کی ہے۔ اتنی بات تو عام قاری بھی جانتا ہے کہ عروض کی انیس بحروں میں سے بارہ بحریں اردو میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہیں اور شعرائے اردو نے ان بارہ بحروں کے استعمال میں بھی اپنی پسند و ناپسند کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ بعض بحریں اپنی سالم شکل میں اور بعض اپنی مزاحف صورت میں مروّج ہیں۔ غرض یہ کہ اردو شعرا نے مروّجہ سالم و مزاحف بحروں کا اانتخاب اپنی شاعرانہ فطرت کے موافق کیا ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے اپنے کلام میں دس بحروں کا استعمال کیا ہے۔ یہ دس بحریں زیادہ تر مزاحف صورت ہی میں استعمال ہوئی ہیں۔

علمِ عروض کے اوزان کو علی العموم دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصے میں رباعی کے علاوہ باقی تمام اصناف شامل ہیں جبکہ دوسرا حصہ رباعی کے لیے مخصوص ہے۔ حال آں کہ رباعی کے مروّجہ چوبیس اوزان بحرِ ہزج مثمن سالم سے مستخرج ہیں۔ "بحرِ ہزج مثمن سالم" سے بر آمد ہونے کے باوجود اوزانِ رباعی کی ایک الگ حیثیت ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی کی رباعی گوئی سے قطعِ نظر من حیث المجموع دیکھا جائے تو جوشؔ ملیح آبادی کی جملہ شاعری میں بحرِ ہزج، بحرِ رمل، بحرِ رجز، بحرِ کامل، بحرِ متقارب، بحرِ متدارک، بحرِ منسرح، بحرِ مضارع، بحرِ مجتث اور بحرِ خفیف استعمال ہوئی ہیں اور اگر بہ لحاظ استعمال ان بحور کی درجہ بندی کی جائے تو جوشؔ ملیح آبادی کی پسندیدہ بحر، بحرِ رمل قرار پاتی ہے۔

بحرِ رمل مثمن سالم فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن اردو میں کثرت کے ساتھ مستعمل ہے۔ مولوی نجم الغنی اپنی معروف کتاب "بحر الفصاحت" میں اس بحر کی وجہِ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

"رمل بفتح رائے مہملہ وفتح میم وسکون لام۔ لغت میں دوڑنے اور پویہ چلنے کے معنی میں۔ چونکہ یہ بحر جلدی اور سرعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، اس لئے اس کو رمل کہتے ہیں۔"(۱)

بحر رمل کی اگر فنی حیثیت دیکھی جائے تو یہ ایک آسان بحر ہے۔ اردو میں مستعمل بعض بحریں اس قدر نزاکت کی حامل ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی سے مصرع غیر موزوں ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو بارگاہِ ایزدی سے ذرا سی بھی طبعِ موزوں نصیب ہوئی ہو وہ بڑی آسانی سے اس بحر میں شعر کہہ سکتا ہے۔

یہ امر مسلّم ہے کہ علمِ عروض اہلِ عرب کی ایجاد ہے اور اہلِ عجم نے زحافات کی بدولت میں اس میں کئی اضافے کیے ہیں۔ یہی وجہ ہے کی عجمی شاعری میں عروض کی مزاحف بحریں زیادہ مستعمل ہیں۔ بحر رمل بھی انتہائی مترنم اور رواں بحر ہونے کے باوجود اردو شاعری میں اپنی سالم حالت میں مستعمل نہیں بلکہ اس کی مزاحف بحروں کو فراوانی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اور کثرتِ استعمال کی بنا پر بحر رمل، اردو شاعری کی مقبول بحر بن گئی ہے۔

زحاف اس اختیارِ شاعرانہ کا نام ہے جس کے ذریعے کسی بحر کے سالم ارکان میں تغیر و تبدل یا کمی و بیشی کے ذریعے ایک نیا وزن اختراع کیا جاتا ہے۔ بحر رمل کا سالم رکن فاعلاتن ہے اور اساتذۂ عروض نے اس رکن سے عمل زحاف کی بدولت مختلف النوع ارکان اور اوزان تشکیل دیے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔ واضح رہے کہ مزاحف ارکان کی تشکیل کے باقاعدہ عروضی قواعد مقرر ہیں اور سالم ارکان پر ہر زحاف کے اطلاق کی نوعیت جداگانہ ہے۔ مولوی نجم الغنی نے بحر الفصاحت میں بحر رمل کے سالم رکن فاعلاتن (متصل) کے دس زحاف اور جمال الدین جمال نے "تفہیم العروض" میں گیارہ زحاف بیان کیے ہیں۔ دونوں کے بیان کردہ دس زحاف مشترک ہیں جبکہ جمال الدین جمال نے ایک زحاف "درس" زائد درج کیا ہے (۲) جسے انھوں نے اہلِ فارس کے ایجاد کردہ زحافات میں شمار کیا ہے۔ سیّد غلام حسنین قدر بلگرامی کے مطابق "جب عروض وضرب مین وتد مجموع ایک سبب خفیف کے بعد واقع ہو اور خبن واجب ہو تو پہلے او سمین خبن کر نابعدہ وتد کے ایک متحرک کو مع حرکت گرا دینا اور ایک متحرک کو ساکن کر دینا۔۔۔یہ زحاف بھی محقق کا ایجاد کیا ہوا ہی (ہے) اور زبان فارسی کے واسطے مخصوص ہی (ہے)۔"(۳) نجم الغنی نے جو بائیس زحافاتِ منفردہ اور اکیس زحافاتِ مزدوجہ رقم کیے ہیں (۴)، ان میں زحاف "درس" موجود نہیں۔ اس زحاف کے متعلق جمال الدین جمال یوں رقم طراز ہیں:۔

"یہ عربی بتر اور قصر کا مجموعہ ہے یعنی حذف کے بعد قطع اور قصر۔ فاعلاتن عربی بتر سے فاعِل بنا جو قصر سے فاع بسکون عین رہا۔ پس فاع مدروس ہے اور فع مجحوف۔ فع اور فاع مصرع کے آخر میں ایک دوسرے کے متبادل ہیں۔ یہ متبادل ان کی صورت سے تو واضح ہے مگر زحافات سے واضح نہیں اگر جحف کو عربی بتر اور حذف کا مجموعہ قرار دیا جاتا یا درس کو جحف اور تسبیغ کا مجموعہ مانا جاتا تو یہ تبادل شاید واضح ہو جاتا۔"(۵)

جمال الدین جمال کے اقتباس کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس مزاحف رکن فاع کے متعلق بحر الفصاحت کا بنظرِ غائر مطالعہ نہیں کیا۔ مولوی نجم الغنی نے اس زحاف کو "درس" کا نام تو نہیں دیا لیکن وہ رکن فاع کو مجحوف مسبغ ضرور قرار دیتے ہیں۔ اندریں ضمن، مولوی نجم الغنی لکھتے ہیں:۔

"فاع: مجحوف مسبغ ہے۔ یہ فرع دو زحافوں کے جمع ہونے سے بنی ہے۔ اس طرح کہ جحف کی وجہ سے "فاعلاتن" فع ہو گیا اور "فع" تسبیغ کے سبب سے "فاع" بن گیا۔"(۶)

بحر رمل میں مستعمل گیارہ مزاحف ارکان حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔	خبن	فِعِلاتن بکسرِ عین	(مخبون)
۲۔	کف	فاعلاتُ بضمِ تا	(مکفوف)
۳۔	تشعیث	مفعولن	(مشعث یا مخبون مسکن)
۴۔	قصر	فاعلان بسکون نون	(مقصور)
۵۔	شکل	فِعِلاتُ بکسرِ عین وضمِ تا	(مشکول)
۶۔	حذف	فاعلن	(محذوف)

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

۷۔	بتر	فَعْلن بسکونِ عین	(ابتر)
۸۔	ربع	فعَلْن بسکونِ لام	(مربوع)
۹۔	جحف	فع	(مجحوف)
۱۰۔	تسبیغ	فاعلاتان یا فاعلیّان	(مسبغ)
۱۱۔	درس	فاع	(مدروس)

مندرجہَ بالا مزاحف ارکان کی بنا پر بحر رمل کے کئی ذیلی اوزان بنائے گئے ہیں جنھیں عرفِ عام میں مزاحف بحریں کہا جاتا ہے۔ بحر رمل سے متخرج ان تمام ذیلی اوزان کا مقبول و مروّج ہونا ضروری نہیں کیوں کہ تمام سالم و مزاحف بحروں میں سے انہی بحروں کو مقبولیت حاصل ہے جو نسبتاً زیادہ سہل، مترنم اور رواں ہیں۔

بحر رمل کے سرسری تعارف کے بعد اب جوشؔ ملیح آبادی کی شاعری میں بحر رمل کے استعمال کی طرف آتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہر بحر کا ایک مخصوص آہنگ ہوتا ہے اور اسی آہنگ کے مطابق اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ کچھ بحریں خلقتاً دھیمے پن کی حامل ہوتی ہیں اور ان میں حزن و یاس کی شاعری زیادہ موزوں قرار پاتی ہے۔ اس کے علی الرغم، بعض بحریں فی نفسہٖ بحر موّاج کا مزاج رکھتی ہیں لہٰذا ان میں جوش و جذبے کی شاعری زیادہ پُر اثر ثابت ہوتی ہے۔ اساتذہَ سخن نے بحروں کے استعمال کے حوالے سے کئی تجربات کیے ہیں اور ان میں ہر قسم کے مضامین کو استادانہ مہارت کے ساتھ باندھا ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے بحر رمل میں کثرت کے ساتھ کلام کیا ہے اور یہ بحر بھی انتہائی رواں اور جذباتی کیفیت سے بھرپور ہونے کی وجہ سے جوشؔ کی شاعرانہ فطرت سے بہت مناسبت رکھتی ہے۔

جوشؔ ملیح آبادی کی تمام شاعری میں بحر رمل اپنی سالم شکل میں ایک بار بھی استعمال نہیں ہوئی۔ صرف جوشؔ ہی کا کیا مذکور، مجموعی طور پر اردو شاعری میں یہ بحر، سالم شکل میں مروّج نہیں۔ تاہم بحر رمل کی مزاحف اشکال کا استعمال ورواج نہ صرف عام ہے بلکہ محبوب و مطبوع بھی ہے۔ کلامِ جوشؔ میں بحر رمل کی جو مزاحف بحریں استعمال ہوئی ہیں انھیں سطورِ ذیل میں مع شعری امثال پیش کیا جاتا ہے۔

بحر رمل مثمن محذوف/مقصور(فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات یا فاعلان)

علمِ عروض کی روشنی میں کسی بھی سالم و مزاحف بحر کی تقطیع کا قاعدہ ہے کہ اگر شعر کے دونوں مصرعوں کے آخری ارکان یعنی عروض و ضرب کے ہم وزن ایک یا ایک سے زائد متواتر ساکن حروف آ جائیں تو وہ تقطیع میں محسوب نہیں ہوتے۔ عام طور پر ایسے الفاظ کی تقطیع کرتے ہوئے زحاف تسبیغ لایا جاتا ہے۔ زحاف تسبیغ کے استعمال کے علاوہ بھی کئی صورتیں ایسی ہیں جن میں شعر کے آخر میں آنے والے الفاظ دو ارکان کی کسوٹی پر پرکھے جاتے ہیں۔ ایسے ارکان میں فاعلن/فاعلان، فعل/فعول اور فع/فاع شامل ہیں۔ بحر رمل مثمن محذوف کا آخری رکن فاعلن اور بحر رمل مثمن مقصور کا آخری رکن فاعلات یا فاعلان ہے۔ عروض کی بیش تر کتب میں فاعلاتُ بضم تا اور فاعلاتْ بسکونِ تا میں فرق روا رکھنے کے لیے فاعلاتْ بسکونِ تا کو فاعلانْ درج کیا گیا ہے۔ اس کے برعکس سید غلام حسنین قدر بلگرامی نے اسے فاعلان کی بجائے فاعلات ہی درج کیا ہے(۷)۔ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو قدر بلگرامی کے مسلک کے مطابق فاعلان کی بجائے فاعلات زیادہ مانوس رکن ہے اور زحاف قصر کی عکاسی کے لیے زیادہ موزوں ہے جبکہ مقصور رکن فاعلان میں کسی حد تک غرابت پائی جاتی ہے۔ الغرض! فاعلان یا فاعلات میں لام کے بعد آنے والا الف، زحاف تسبیغ کا الف نہیں بلکہ یہ سالم رکن کا حقیقی الف ہے کیونکہ زحاف قصر میں صرف آخری حرف ساقط ہوتا ہے۔

بحر رمل مثمن محذوف کا آخری رکن فاعلن بالترتیب ایک سببِ خفیف اور ایک وتدِ مجموع پر مشتمل ہے۔ لہٰذا اس کا ہم وزن لفظ تین حرکات اور دو سکنات کا مجموعہ ہونا چاہیے۔ مثلاً درجِ ذیل شعر کے پہلے مصرعے کا آخری لفظ ملاحظہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ کسی بھی لفظ کے آخر میں آنے والا نون غنہ تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔

آہ یہ	نیچی نگاہیں،	اے نگارِ	شرمگیں	عشق،	اس کافر حیا	کی تاب لا	سکتا نہیں!
فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.3 2021

نظم: نیچی نگاہیں(۸)

بعض اوقات ایک عروضی رکن کے ہم وزن ایک سے زیادہ الفاظ بھی آجاتے ہیں۔ مثال کے طور رکن فاعلن کے تحت ذیل شعر میں دیکھیں کہ فاعلن کے برابر دو الفاظ (کی صدا) آرہے ہیں:۔

کیا غضب ہے حُسن کے بیمار ہونے کی صدا جیسے کچّی نیند سے بیدار ہونے کی صدا
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

نظم: حُسنِ بیمار(۹)

بحر رمل مثمن مقصور کا آخری رکن فاعلات یا فاعلان بالترتیب ایک سببِ خفیف، ایک وتدِ مجموع اور ایک حرفِ متحرک کا مجموعہ ہے۔ عام طور پر فاعلات یا فاعلان کے آخری حرف کو ساکن بیان کیا جاتا ہے لیکن قواعدِ علمِ عروض کے مطابق حرفِ ساکن وہ ہوتا ہے جس کا حرفِ ماقبل متحرک ہو، بصورتِ دیگر اس آخری حرف کو متحرک ہی تصور کیا جائے گا۔ چونکہ فاعلات یا فاعلان مصرعے کا آخری رکن ہے اس لیے اس کے حرفِ آخر کو ساکن قرار دیا جاتا ہے۔ شعری مثال ملاحظہ فرمائیں:۔

رات کے ہنگام جب ہوتا ہے اک عالم خموش بادِ خواب آور سے جل اٹھتی ہے یاں قندیلِ ہوش
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

نظم: تحسین کے پھُول(۱۰)

بحر رمل مثمن محذوف اور بحر رمل مثمن مقصور، دونوں مزاحف بحریں جداگانہ حیثیت رکھنے کے باوجود ایک ہی نظم میں جمع کی جاسکتی ہیں اور اردو شاعری میں ان کے اجتماع کے نمونے بہ کثرت ملتے ہیں۔ جوشؔ ملیح آبادی کی شاعری کا عروضی مطالعہ کرتے ہوئے ان دونوں مزاحف بحروں کو یک جا کر دیا گیا ہے کیونکہ ان دونوں میں صرف آخری ارکان کا فرق ہے اور جب ان آخری ارکان کا متبادل کے طور پر استعمال جائز ہے تو یہ دونوں بحریں اکائی کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔

جوشؔ ملیح آبادی کی بحر رمل مثمن محذوف / مقصور کے تحت کہی جانے والی نظمیں ان کے تیرہ مجموعہ ہائے کلام(روحِ ادب، نقش و نگار، شعلہ و شبنم، فکرونشاط، حرف و حکایت،آیات و نغمات، عرش و فرش، رامش ورنگ، سنبل و سلاسل، سرود وخروش، سموم و صبا، الہام و افکار اور محراب و مضراب) میں شامل ہیں۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ بحر رمل کی ابتدا جوشؔ کے اوّلین مجموعۂ کلام روحِ ادب سے ہوتی ہے اور اس کی انتہا ان کے آخری مجموعۂ کلام محراب و مضراب میں ہوتی ہے۔ یعنی جوشؔ شروع سے لے کر آخر تک بحر رمل میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں۔

جوشؔ ملیح آبادی نے بحر رمل مثمن محذوف اور بحر رمل مثمن مقصور کے اجتماع کی رعایت سے بہت استفادہ کیا ہے۔ ان کی شاعری میں جابہ جا ایسے نمونے دکھائی دیتے ہیں جن میں دونوں بحریں یک جا کی گئی ہیں۔ تاہم کلامِ جوشؔ میں شرحِ استعمال کے ضمن میں اگر ان دونوں بحروں کا تقابل کیا جائے تو بلاشبہ بحر رمل مثمن محذوف بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ سطورِ ذیل میں چند اشعار ایسے درج کیے جاتے ہیں جن میں بحر رمل مثمن محذوف اور بحر رمل مثمن مقصور یک جا کی گئی ہیں:۔

اے امیرِ ہر دو عالم، اے دبیرِ کائنات تیرے شاعر پر ہے کب سے تنگ میدانِ حیات
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

صرف عُسرت ہی نہیں مجھ پر چھُری پھیرے ہوئے رہتی ہیں بیماریاں بھی گھر مرا گھیرے ہوئے
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

Vol.4 No.3 2021
JAHAN E TAHQEEQ جہانِ تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

نظم:شاعِر و خُدا(۱۱)

کیا نمازِ شاہ تھی ارکانِ ایمانی کے ساتھ　　دل بھی جھک جاتا تھا ہر سجدے میں پیشانی کے ساتھ
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات　　فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

صرف رو لینے سے قوموں کے نہیں پھرتے ہیں دن　　خوں فشانی بھی ہے لازم اشک افشانی کے ساتھ
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن　　فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

نظم:سلام(۱۲)

کَل چھلکتے تھے پیالے، آج خالی جام ہے　　وہ دہکتی صُبح تھی، یہ جھِلمِلاتی شام ہے
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن　　فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کَل نِگاہِ مِہر تھی اک جُزوِ معمولاتِ عام　　اَب خیالِ جَور بھی مُنجمِلَۂ اَوہام ہے
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات　　فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

نظم:اَنجام(۱۳)

جوشؔ ملیح آبادی کے مطبوعہ کلام کے تناظر میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ جوشؔ نے مجموعی طور پر ان دونوں مزاحف بحروں میں دوسو اکتیس(۲۳۱) نظمیں، پچیس(۲۵)غزلیں، چھیالیس(۴۶) قطعات اور اٹھارہ(۱۸) ابیات / فردیات کہے ہیں۔ جوشؔ کی تمام شاعری میں یہ دو باہمی اوزان سب سے زیادہ استعمال ہوئے ہیں۔ گویا بحرِ رمل مثمن محذوف / مقصور کو جوشؔ ملیح آبادی کا پسندیدہ وزن قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی وزن کے بہ کثرت استعمال کی بنا پر کلامِ جوشؔ میں بحرِ رمل، دیگر بحور کی نسبت فوقیت کی حامل ہے۔

بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف/ مقصور(فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعلن/فعِلان)

زحافاتِ عروض کی رُو سے مندرجہ بالا دو اوزان کی انفرادی حیثیت ہے تاہم ان دونوں کا اجتماع نہ صرف جائز ہے بلکہ کثرت کے ساتھ مستعمل ہے۔ جن بحروں میں دو یا دو سے زیادہ اوزان کا اجتماع رَوا ہوتا ہے، وہ اوزان شعرا کے لیے کسی حد تک سہولت کار ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ان اوزان کے ارکان کے مطابق بندشِ الفاظ کا معاملہ شاعر کے لیے اختیاری ہوتا ہے۔ جن بحروں میں یہ رعایت نہیں ہوتی وہاں شاعر کوئی نامانوس اور غیر فصیح لفظ لانے پر مجبور ہو جاتا ہے یا اس لفظ سے انحراف کے لیے اسے خیال بدلنا پڑتا ہے۔ الغرض! اجتماعی اوزان نسبتاً زیادہ متنوع ہوتے ہیں اور ان میں وسعت اور لچک بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے محوّلہ بالا اجتماعی اوزان میں چھیاسٹھ(٦٦) نظمیں، پینتیس(۳۵) غزلیں، دس قطعات، دو گیت، ایک نغمہ اور چودہ ابیات / فردیات کہے ہیں۔

بحرِ رمل مخبون کے تختی اوزان کے ضمن میں یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ ان اوزان میں کسی بھی شعر کے دونوں مصرعوں کے اوّلین ارکان یعنی صدر وابتدا میں بہ وقتِ ضرورت فاعلاتن کی جگہ پر فعِلاتن لاسکتے ہیں۔ اسی طرح عروض وضرب یعنی آخری ارکان میں فَعلُن کی جگہ پر فَعِلُن اور فَعلان کی جگہ پر فَعِلان لاسکتے ہیں۔ البتہ درمیانی ارکان یعنی حشوین میں رکن فعِلاتن ہی آئے گا۔

کلامِ جوشؔ میں مؤخر الذکر ارکان کے اختیاری استعمال کی ایک ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:۔

آئیں اسکول کے احباب سُنیں درد مرا　　گرم کر دے گا لہُو، ہر نفَس سَرد مرا
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن　　فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن

نظم:حقیقتِ دل(۱۴)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مُژدہ اے دل! کہ نیا اب سروساماں ہو گا
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعْلن
جس کو دشوار سمجھتا ہے وہ آساں ہو گا
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن

نظم: مُستقبل(۱۵)

دیدنی ہے مِری محفل کا سماں آج کی رات
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلان
موجِ صہبا میں ہے رقصِ دوجہاں آج کی رات
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلان

نظم: آج کی رات (۱۶)

شَب کی بَرسی ہُوئی آنکھیں ہیں سَحَر کو ضَو بار
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعْلان
سَرو، شاداب، سُبُک دوش، سُہانی ہَموار
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعْلان

نظم: برسی ہوئی آنکھیں (۱۷)

جیسے بھیگی ہوئی زلفوں کی مہک عود آمیز
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعْلان
نفسِ شام ہے یوں مشکِ فشاں آج کی رات
فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلان

نظم: آج کی رات(۱۸)

بحر رمل سولہ رکنی مخبون محذوف / محذوف مسکن / مقصور / مقصور مسکن

(فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلن/فَعْلن/فَعِلان/فَعْلان)

عروضی نقطۂ نظر سے بحروں کے ناموں میں ارکان کی تعداد، ایک شعر کے ارکان کے حساب سے متعین ہوتی ہے یعنی مثمن بحر میں آٹھ ارکان ہوتے ہیں اور یہ ارکان مساوی طور پر دو مصرعوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسدس اور مثمن بحروں کے علاوہ شعرا نے جتنی بحریں بھی اپنے کلام میں استعمال کی ہیں، ان کی حیثیت تجرباتی ہے۔ فطری طور پر مسدس و مثمن بحروں کا آہنگ، شعرا کی طبعِ تخلیقیت سے مطابقت رکھتا ہے جبکہ اس کے برعکس دیگر بحور میں کسی حد تک تکلف سے کام لینا پڑتا ہے۔ انھی بحور میں مضاعف بحور بھی شامل ہیں۔ مضاعف بحور وہ ہوتی ہیں جن میں ارکان کی تعداد دوچند ہو جاتی ہے۔ مثلاً مثمن بحر آٹھ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے اور اپنی مضاعف صورت میں اس کے ارکان کی تعداد سولہ ہو جاتی ہے۔

جوش ملیح آبادی کی تمام شاعری میں بحر رمل صرف ایک بار اپنی مضاعف صورت میں استعمال ہوئی ہے۔ قبل ازیں بحر رمل مثن مخبون کے جن اجتماعی اوزان کا ذکر کیا گیا ہے، وہ مضاعف شکل میں یوں آتے ہیں کہ بحر رمل مثمن مخبون مضاعف کے صدر و ابتدا میں اوّلین رکن فاعلاتن کے بعد چار بار فَعِلاتن کا اضافہ ہوتا ہے جبکہ عروض وضرب میں بحر رمل مثمن مخبون کی طرح چار ارکان فَعِلن، فَعْلن، فَعِلان اور فَعْلان میں سے کوئی بھی ایک رکن لایا جاسکتا ہے۔ انھی آخری ارکان کے منفرد استعمال کی کی بنا پر بحر رمل کے نام کے آخر میں محذوف، محذوف مسکن، مقصور اور مقصور مسکن کے الفاظ رقم کیے جاتے ہیں۔ جوش ملیح آبادی کی شاعری میں بحر رمل مثمن مخبون مضاعف میں لکھی جانے والی واحد نظم کا مطلع ملاحظہ فرمائیں:

اے بہ رُخ مصحف گلزار وچراغ حرم غنچگی و آیۂ گل باری وقرآن بہار
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلان
اے بہ قد موجِ رواں، برق تپاں، سروِ سہی، شاخِ گُل تازہ و الہام خرامانِ بہار
فاعلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فَعِلان

نظم: ایک جانِ بہار کی سرکار میں (۱۹)

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بحر رمل مثمن مشکول(فعِلاتُ فاعلاتن فعِلاتُ فاعلاتن)

بحر رمل مثمن مشکول، جوشؔ ملیح آبادی کی شاعری میں نادرالوقوع ہے۔ جوشؔ نے اس بحر میں صرف چار غزلیں اور ایک قطعہ کہا ہے۔ اس بحر میں کہی جانے والی چاروں غزلیں جوشؔ کی وفات کے بعد منظرِ عام پر آنے والے مجموعہ کلام محراب و مضراب میں شامل ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جوشؔ نے اپنی شاعری کے آخری حصے میں اس بحر کو اپنایا ہے۔ جوشؔ کی بحر رمل مثمن مشکول کی طرف رغبت میں تاخیر کی وجہ چاہے کچھ بھی ہو، فی نفسہٖ بحر رمل مثمن مشکول انتہائی مترنم اور رواں بحر ہے۔ اس بحر کی ایک اور خاصیت یہ بھی ہے کہ اگر شاعر چاہے تو اس کے ہر مصرعے کے وسط میں بسرام کر سکتا ہے۔ علمِ عروض کی اصطلاح میں بسرام ایک مختصر توقف کا نام ہے اور اس توقف کی وجہ سے ایک مصرع دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے چونکہ اس بحر میں کثرت کے ساتھ طبع آزمائی نہیں کی اس لیے ان کی اس بحر میں کی جانے والی شاعری میں بسرام کی مثال نہیں ملتی۔ بہر حال، کلامِ جوشؔ میں بحر رمل مثمن مشکول کے استعمال کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

یہ نصیب شاعری ہے، زہے شانِ کبریائی — کہ ملے نہ، زندگی بھر، مجھے دادِ خوش نوائی
فعِلاتُ فعِلاتن فعِلاتُ فعِلاتن — فعِلاتُ فعِلاتن فعِلاتُ فعِلاتن

غزل(۲۰)

بحر رمل مسدس محذوف/ مقصور(فاعلاتن فاعلاتن فاعلن/ فاعلات یا فاعلان)

بحر رمل مسدس محذوف اور بحر رمل مسدس مقصور کی انفرادیت بھی آخری ارکان (فاعلن اور فاعلات) کی بنا پر قائم ہے جن کا اجتماع جائز ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے اپنی شاعری میں مثمن بحروں کو ترجیح دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں مثمن بحروں کی نسبت، مسدس بحروں کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ بحر رمل مسدس محذوف اور بحر رمل مسدس مقصور کے اجتماعی اوزان میں جوشؔ ملیح آبادی نے بارہ نظمیں، دو غزلیں، پانچ قطعے اور پانچ ابیات کہے ہیں۔

ان اجتماعی اوزان میں زیادہ تر اشعار/ مصرعے بحر رمل مسدس محذوف میں کہے گئے ہیں جبکہ بحر رمل مسدس مقصور کے تحت کہے جانے والے اشعار/ مصرعوں کی حیثیت ثانوی ہے۔ بطورِ نمونہ دونوں صورتیں درج کی جاتی ہیں:

دیدنی تھی نرم پودوں کی لچک — بدلیاں چھائی ہوئی تھیں دُور تک
فاعلاتن فاعلاتن فاعلن — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

نظم: گریۂ مُسرّت(۲۱)

دل کے روشن ہو رہے ہیں سب نقوش — تیرگی ہے آج کی آئینہ ساز
فاعلاتن فاعلاتن فاعلات — فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

نظم: مُقدّس رات(۲۲)

بحر رمل مسدس مخبون محذوف/ مقصور(فاعلاتن فعِلاتن فعلن/ فعلان)

مندرجہ بالا اوزان کا اجتماع جائز ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے ان اجتماعی اوزان میں صرف دو غزلیں کہی ہیں۔ ایک غزل ان کے پہلے مجموعے روحِ ادب میں جبکہ دوسری غزل شعلہ و شبنم میں شامل ہے۔ مسدس بحروں میں چونکہ ارکان کا اختصار ہوتا ہے اس لیے یہ بحریں شاید جوشؔ کی وسعتِ بیانی سے زیادہ میل نہیں کھاتی تھیں۔ بحر رمل مسدس مخبون اور بحر رمل مثمن مخبون میں صرف دو ارکان کی کمی/ بیشی کا فرق ہے۔ علاوہ ازیں ان دونوں کے عروضی قواعد اور طرزِ استعمال یکساں ہیں۔ بطورِ مثال، بحر رمل مسدس مخبون میں جوشؔ ملیح آبادی کا ایک شعر درج کیا جاتا ہے۔

مٹ چلی تھی خلشِ سجدۂ شوق — پھر ترا نقشِ قدم یاد آیا

فاعلاتن فعِلاتن فَعِلان فاعلاتن فعِلاتن فَعْلن

غزل(۲۳)

المختصر! جوش ملیح آبادی نے اردو کی مقبول ترین بحر، بحر رمل میں سب سے زیادہ شاعری کی ہے اور اس بحر کے جملہ زحافات کے استعمال سے اپنے کلام کو مزیّن کیا ہے۔ مزید برآں، جوش ملیح آبادی جس انقلابی فکر کے حامل تھے، اس کے اظہار کے لیے یہ بحر انتہائی موزوں ثابت ہوئی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ نجم الغنی، مولوی، بحر الفصاحت، مجلس ترقّی ادب، لاہور، حصہ دوم و حصہ سوم، ۲۰۰۶ء، ص ۱۲۵
۲۔ جمال الدین جمال، تفہیم العروض، میسرز ناشرین، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۴۳۱
۳۔ قدر بلگرامی، قواعد العروض، مطبع شام اودھ، لکھنؤ، ۱۲۸۸ھ، ص ۵۲
۴۔ نجم الغنی، مولوی، بحر الفصاحت، ص ۴۲، ۴۱
۵۔ جمال الدین جمال، تفہیم العروض، ص ۱۱۱
۶۔ نجم الغنی، مولوی، بحر الفصاحت، ص ۵۲
۷ قدر بلگرامی، قواعد العروض، مطبع شام اودھ، لکھنؤ، ۱۲۸۸ھ، ص ۱۶۹
۸۔ جوش ملیح آبادی، نقش و نگار، مکتبۂ اردو، لاہور، ۱۹۴۳ء ص ۳۳
۹۔ جوش ملیح آبادی، نقش و نگار، ص ۴۹
۱۰۔ جوش ملیح آبادی، فکر و نشاط، بھارتی پبلیکیشنز، دہلی، ۱۹۶۹ء، ص ۳۳
۱۱۔ جوش ملیح آبادی، حرف وحکایت، مکتبۂ اردو، لاہور، ۱۹۴۳ء، ص ۵۰
۱۲۔ جوش ملیح آبادی، آیات و نغمات، مکتبہ اردو، لاہور، ۱۹۴۴ء، ص ۱۱۶-۱۱۷
۱۳۔ جوش ملیح آبادی، سموم وصبا، مفید عام پریس، دہلی، س ن، ص ۵۱-۵۲
۱۴۔ جوش ملیح آبادی، روح ادب، مکتبۂ اردو، لاہور، ۱۹۴۲ء، ص ۴۰
۱۵۔ جوش ملیح آبادی، شعلہ وشبنم، کتب خانہ تاج آفس، بمبئی، سن ندارد، ص ۵۶
۱۶۔ جوش ملیح آبادی، نقش و نگار، ص ۷۳
۱۷۔ جوش ملیح آبادی، سموم وصبا، ص ۹۲
۱۸۔ جوش ملیح آبادی، نقش و نگار، ص 631
۱۹۔ جوش ملیح آبادی، سنبل و سلاسل، کتب خانۂ آفس، بمبئی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۳۰
۲۰۔ جوش ملیح آبادی، محراب و مضراب، جنگ پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۳ء
۲۱۔ جوش ملیح آبادی، شعلہ وشبنم، ص ۱۷۹
۲۲۔ جوش ملیح آبادی، فکر و نشاط، ص ۷۸
۲۳۔ جوش ملیح آبادی، شعلہ وشبنم، ص ۳۱۰